حدیث اور تاریخ کا فرق

مولوی عمر فاروق راجن پوری

حدیث کا لغوی معنی جدید، نیا،خبر دینا۔لفظ حدیث کے مادہ کو جیسے بھی تبدیل کرتے چلے جائیں اس میں خبر دینے کا مفہوم ضرور رہے گا۔قرآن مجید میں اس جیسے الفاظ اٹھارہ جگہوں میں آئے ہیں،محدثین کی اصطلاح میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال،تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔تقریر کا مطلب ہے کہ کسی صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی کام کیا ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نکیر نہ فرمائی ہو۔محدثین اور اصولوں کے نزدیک تقریر بھی بالاتفاق حدیث میں شامل ہے۔حدیث کا موضوع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے۔

حقیقت تاریخ:

تاریخ کہتے ہیں پہلے والے لوگوں کے حالات، واقعات کو۔ یہ علم ایک بلند پایہ،معزز اور بہت سے فائدوں والافن ہے،کیوں کہ یہ ہمیں گزشتہ اقوام کے اخلاق واحوال بتاتا ہے۔انبیاعلیہم السلام کی سیرتوں سے آگاہ کرتا ہے اور سیاست میں سلاطین کے حالات کی خبر دیتا ہے،تاکہ کوئی کسی دینی یا دنیوی سلسلے میں ان میں سے کسی کے نقشِ قدم پر چلنا چاہے تو اسے پورا پورا فائدہ حاصل ہو۔

ضرورت تاریخ:

عقل مند انسان نے ہمیشہ سے اپنے مستقبل کی اصلاح ماضی کے واقعات وتجربات اور حالات ومشاہدات کی روشنی سے کی ہے۔صحیح تاریخی واقعات طالبین حق، راہ حق کے متلاشی،خداترس بندوں کے لیے بہترین استاذ کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان سے پند وموعظت کا ایک بہت بڑا خزانہ حاصل کر سکتے

ہیں۔

بہرکیف مستقبل کی اصلاح وترقی اور استحکام کے لیے گذشتہ واقعات سے بے پروائی نہیں برتی جاسکتی۔ کیوں کہ انسان پہلے کے حیرت انگیز، عبرت ناک واقعات کو پڑھ کر اپنے آپ کو سنوار سکتا ہے۔ انبیائے کرام ورسول عظام علیہم السلام اور اقوام وملل کے صحیح حالات کے ضمن میں ایک مومن کے لیے اطمینان وسکون اور قوت قلبی وروحانیت کا بہترین سامان اور نصیحت وتذکیر کا کافی مواد جمع ہوتا ہے، ان سے صرف نظر کر کے زندگی گزارنا گویا جنگل کی زندگی بسر کرنا ہے۔ اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں احکام واصول کے ساتھ ساتھ سابقہ قوموں کے سبق آموز واقعات کو پورے اہتمام سے بیان کیا اور جگہ جگہ اقوام ماضیہ کے قصص وحکایات سے پیدا ہونے والے پُرحکمت وایمان افروز نتائج پر متنبہ فرمایا ہے، کیوں کہ عقل مند انسان کا فطری خاصہ ہے کہ جب وہ سنتا ہے کہ میرے ابنائے جنس پہلے فلاں فلاں جرائم کی پاداش میں ہلاک وتباہ ہو چکے ہیں تو ان سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، جن امور پر فلاح وکامیابی حاصل ہوئی تو طبعاً اس کی طرف دوڑتا ہے۔

مغالطہ:

بعض تجدد پسندوں نے حدیث اور تاریخ کو خلط ملط کرنے کی کوشش کی، وہ حدیث کو تاریخ کا حصہ شمار کر کے حدیث کو حجت سے نکالنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں اور انکار حدیث کا باب کھول کر بہت سے احکام الٰہی سے ہاتھ دھونا چاہتے ہیں۔ غیر استنادی تاریخ کو سامنے لا کر لوگوں کو حدیث سے دور رکھنے کی چال چلا رہے ہیں۔ اور بعض تجدد پسند تاریخ کو حدیث کا مقام دے کر دین کے اندر من گھڑت باتیں داخل کر رہے ہیں۔ زیر نظر مضمون میں ان لوگوں کی سازشوں کو ناکام کرنے کے لیے حدیث اور تاریخ کے درمیان فرق بیان کیا گیا ہے، تاکہ حق واضح ہو اور مسلمان اس گمراہ فرقے کے جال میں نہ پھنسیں۔

حدیث وتاریخ میں امتیازی فرق:

حدیث کا تعلق خاص آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، بخلاف تاریخ کے، اس کا تعلق عموماً کسی حکومت، قوم، جنگ، غرض گوناگوں چیزوں سے ہوتا ہے۔

محدثین جب کسی حدیث کو بیان کرتے ہیں تو من وعن وہی بیان کرتے ہیں جو کچھ انہوں نے سنا ہوتا ہے، بخلاف مؤرخین کے کہ عموماً جب کسی چیز کی تعداد کو بیان کرتے ہیں تو بڑھا چڑھا کر بتایا کرتے ہیں۔

محدثین جب کسی حدیث کو کسی راوی سے لیتے ہیں تو راوی کو اصول حدیث کے قواعد پر پرکھتے ہیں، اگر قواعد کے مطابق ہو تو اسے لے لیتے ہیں ورنہ چھوڑ دیتے ہیں، بخلاف مورخین کے وہ صحیح وغلط دونوں پر قناعت کر لیتے ہیں اور ان میں قواعد کا تصور بھی نہیں کیا جاتا، جس کی وجہ سے تاریخ میں بہت زیادہ غلطیاں ہیں۔

بعض مورخین کا بڑے لوگوں کی مدح وثنا کر کے ان کو خوش کرنا اور ان کا قرب حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے، جس کی وجہ سے غلطیاں کر بیٹھتے ہیں بخلاف محدث کے، وہ تو اس کو حاشیۂ خیال میں بھی نہیں لاسکتا کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ اس لیے محدث ڈرتا ہے، خشیت الٰہی اس کے دل میں گھر کیے ہوتی ہے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو کچھ فرماتے تو اس کی باضابطہ نگرانی بھی فرماتے کہ اس چیز کی تعمیل کہاں تک رہی ہے۔ تاریخ میں ایسا نہیں ہے کہ مورخین نے اپنے راویوں پر کڑی نظر کی ہو کہ غلط بیانی نہ کریں۔

حدیث پڑھنا، پڑھانا باعث ثواب ہے۔ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا فرمائی جو کہ سعادت عظمیٰ ہے۔ تاریخ جاننے والے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا نہیں فرمائی۔

قرآن وحدیث کی اتباع کو خود اللہ اور اس کے رسول نے بھی فرمایا ہے، بخلاف تاریخ کے کہ قرآن کے

پورے تیس (30) پاروں میں چراغ ہاتھ میں لیے ڈھونڈتے رہو، کہیں تاریخ کی اتباع کا حکم نہیں ملے گا۔ تواریخ کی روایات احادیث مبارکہ کے سامنے آجائیں تو ہیچ ہیں، اگر تاریخی روایات اور احادیث میں تعارض آجائے تو تاریخ کو غلط کہا جائے گا۔

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]